شاہ ولی اللہ اور مسئلہ اجتہاد

۵

محمد مظہر بقا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اجتہاد جائز تھا یا نہیں

اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اجتہاد کے لیے مامور تھے یا نہیں اور آپ کے لیے اجتہاد جائز تھا یا نہیں۔

اس ضمن میں ہمیں حسب ذیل پانچ اقوال ملتے ہیں :—

۱۔ اولا آپ ص انتظار وحی کے لیے مامور تھے ، لیکن اگر وحی نہ آئے اور حادثہ کے فوت ہونے کا خوف ہو تو ثانیاً اجتہاد کے لیے مامور تھے ۔ احناف کے نزدیک مختار یہی ہے (۱) پھر اگر آپ کو اس اجتہاد پر باقی رکھا گیا تو اس کی صحت قطعی ہوجاتی ہے اور اس کی مخالفت حرام ہے۔ احناف ایسے اجتہاد کو وحی باطن کا نام دیتے ہیں (۲) ۔

۲۔ انتظار وحی کے بغیر آپ مطلقاً اجتہاد کے لئے مامور تھے ۔ امام مالک ، امام شافعی ، امام احمد ، عام اصحاب حدیث اور عام اصو لیین کا یہی مذہب ہے ، اور امام ابویوسف سے بھی یہی منقول ہے (۳) ۔

۳۔ نہ آپ اجتہاد کے لیے مامور تھے اور نہ آپ کے لیے اجتہاد جائز تھا۔ اشاعرہ اور اکثر معتزلہ یہی کہتے ہیں (۴) نفاۃ قیاس یعنی ظاہریہ اور امامیہ کا مذہب بھی یہی ہے (۵)۔

۴۔ دینی اور حربی امور میں آپ کے لیے اجتہاد جائز تھا ،شرعی احکام میں جائز نہ تھا (۶) ۔

و ۔ صرف حربی امور میں اجتہاد جائز تھا۔ (۷)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اشاعرہ، معتزلہ اور نفاۃ قیاس کے سوا جمہور مشروط یا غیر مشروط طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے لیے جواز اجتہاد کے قائل ہیں۔

اس مسئلہ میں شاہ صاحب کی رائے

شاہ صاحب اس مسئلہ میں جمہور کے ساتھ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو کر جو ذخیرہ کتب حدیث میں مدون ہے اس کی دو قسمیں ہیں:—

۱ - وہ امور جن کا تعلق تبلیغ رسالت سے نہیں۔

۲ - جن امور کا تعلق تبلیغ رسالت سے ہے۔ شاہ صاحب نے ان کی تین قسمیں کی ہیں۔

(۱) علوم معاد اور عجائب ملکوت۔ یہ تمام تر وحی پر مبنی ہیں۔ گویا ان میں اجتہاد نبوی کو کوئی دخل نہیں۔

(۲) شرائع، عبادات اور ارتفاقات کا ضبط، فضائل اعمال اور مناقب عمال۔ ان میں سے بعض وحی پر مبنی ہیں اور بعض اجتہاد پر۔

۳ - حکم مرسلہ اور مصالح مطلقہ، مثلاً اچھے اور برے اخلاق کا بیان۔ یہ بیشتر اجتہاد پر مبنی ہیں۔

اور جو امور تبلیغ رسالت سے متعلق نہیں، ان میں سے بعض تجربہ پر مبنی ہیں۔ مثلاً طب یا علیکم بالادھم الاقرح، بعض عادت پر مبنی ہیں مثلاً حدیث ام زرع اور حدیث خرافہ اور بعض مصلحت جزئیہ پر مثلاً تعبیہ جیوش اور تعین شعار۔ (۸)

بلا انتظار وحی مطلقاً اجتہاد کے قائل ہیں ۔ اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ احناف و شوافع کے اختلاف کی صورت میں وہ عام طور پر شوافع کا ساتھ دیتے ہیں ۔ اور اس مسئلہ میں تو عام اصحاب حدیث بھی شوافع کے ساتھ ہیں ۔ اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ شاہ صاحب کا مسلک بھی اس مسئلہ میں وہی ہونا چاہئے جو شوافع اور عام اصحاب حدیث کا ہے ۔ واللہ اعلم ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کی نوعیت

واضح رہے کہ اجتہاد اور قیاس میں عام خاص من وجہ کی نسبت ہے ، یعنی ہر قیاس اجتہاد ہوتا ہے لیکن ہر اجتہاد قیاس نہیں ہوتا ۔ قیاس اجتہاد کی صرف ایک شکل ہے ۔ اسی طرح جس طرح نصوص کی مرادات کی دریافت ، اور تعارض نصوص کی صورت میں ان کا حل وغیرہ بھی ، اجتہاد کی مختلف اشکال ہیں ۔

عام مجتہدین کے اجتہاد میں یہ تمام صورتیں داخل ہوتی ہیں ۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد صرف اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جسے قیاس کہا جاتا ہے ، یعنی الحاق المسکوت بالمنطوق ۔ (۱۱)

شاہ صاحب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کو عام مجتہدین کے اجتہاد سے ممتاز قرار دیتے ہیں ۔ اس مسئلہ میں ان کی جو رائے ہے اس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا ہے :—

" ولیس یجب ان یکون اجتہادہ استنباطاً من المنصوص کما یظن ، بل اکثرہ ان یکون علمہ اللہ تعالی مقاصد الشرع و قانون التشریع و التیسیر والاحکام ، فبین المقاصد المتلقاۃ بالوحی بذالک القانون "۔ (۱۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد دو طرح پر ہوتا تھا :—

اس کا حاصل یہ ہوا کہ دنیاوی امور اور وہ امور جو جنگی تدابیر سے متعلق ہیں ان میں سے کوئی چیز وحی پر مبنی نہیں۔

دینی امور میں سے معادیات اور ملکوت کو چھوڑ کر باقی تمام چیزیں یا تو بیشتر اجتہاد پر مبنی ہیں یا بعض وحی پر اور بعض اجتہاد پر۔

اسی طرح ایک موقع پر نسخ کی اقسام بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک صورت یہ بھی ہوتی تھی کہ بعض مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارتفاقات اور عبادات کو اپنے اجتہاد سے کسی طرح منضبط فرما دیتے تھے پھر وہ دو میں سے کسی ایک طریقہ سے منسوخ ہوجاتا تھا۔ یا تو اس کے خلاف وحی نازل ہوجاتی تھی مثلاً آپ ص نے بیت المقدس کی طرف استقبال کا حکم دیا اور بعد میں یہ حکم وحی کے ذریعہ منسوخ ہوگیا۔ یا بعد میں خود آپ کا اجتہاد بدل جایا کرتا تھا، مثلاً پہلے آپ ص نے سقاء کے سوا ہر برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا، بعد میں ہر برتن میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی۔ (۹)

شاہ صاحب کے ان بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جواز بلکہ وقوع اجتہاد کے قائل ہیں، خواہ دینی ہوں یا دنیوی یا حربی۔

اس کے ساتھ ہی شاہ صاحب اس کے بھی قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد (غیر متبدل) بمنزلہ وحی کے ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

" و اجتہادہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلۃ الوحی لان اللہ تعالی عصمہ من ان یتقرر رایہ علی الخطاء "۔ (۱۰)

البتہ یہ بات ہنوز غور طلب ہے کہ شاہ صاحب جمہور میں سے احناف کے ہم خیال ہیں یا دوسرے علماء کے۔ شاہ صاحب نے اگرچہ کہیں اس کی تصریح نہیں کی۔ لیکن ان کے مذکورہ بیانات سے یہی تاثر ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت ص کے لیے

۱ - منصوص سے استنباط - یہ وہی ہے جسے اصطلاحی قیاس کہا جاتا ہے ، یعنی الحاق المسکوت بالمنطوق -

۲ - شریعت کے عام مقاصد اور تشریع و تیسیر و احکام کے جو عام قوانین آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوتے تھے ، ان کی روشنی میں اجتہاد -

گویا ایک صورت تو یہ ہے کہ کوئی حکم منصوص طور پر موجود ہے اور پھر غیر منصوص کو اس منصوص حکم پر قیاس کر کے اس کا حکم مستنبط کر لیا جائے - دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی خاص منصوص حکم نہیں جس پر غیر منصوص کو قیاس کیا جائے ، بلکہ شریعت کے عام مقاصد اور تشریع کے عام قوانین سامنے ہیں اور ان کی روشنی میں کوئی حکم مشروع فرما دیا جائے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کی یہ دونوں صورتیں ہوا کرتی تھیں -

لیکن اس بات کو شاہ صاحب نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ اجتہاد کی یہ دوسری صورت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے - دوسرے مجتہدین کے اجتہاد کی صورت صرف پہلی صورت ہوتی ہے - چنانچہ فرماتے ہیں :—

" اذا اوحی الیہ بحکم من احکام الشرع واطلع علی حکمتہ و سببہ کان لہ ان یا خذ تلک المصلحۃ و ینصب لہا علۃ و یدیر علیہا الحکم و ھذا قیاس النبی صلی اللہ علیہ و سلم و انما قیاس امتہ ان یعرفوا علۃ الحکم المنصوص علیہ فیدیروا الحکم حیث دارت - (۱۳)

کیا کسی زمانہ کا مجتہد سے خالی ہونا جائز ہے ؟

احناف کے نزدیک زمانہ کا ہر قسم کے مجتہد سے خالی ہونا جائز ہے (۱۴) حنابلہ کے نزدیک کسی نہ کسی مجتہد کا وجود ہر زمانہ میں فرض کفایہ ہے (۱۵) یہ مجتہد کسی درجہ کا بھی ہو سکتا ہے حتی کہ مجتہد مستقل بھی (۱۶) مالکیہ کے نزدیک ہر زمانہ میں مجتہد فی المذہب کا وجود ضروری ہے (۱۷) لیکن ابن حاجب اس مسئلہ میں احناف کے ہم خیال ہیں (۱۸) شوافع میں سے بعض لوگ

احناف کے ساتھ ہیں مثلاً آمدی(۱۹) رازی اور رافعی (۲۰) بعض شوافع حنابلہ کے ساتھ ہیں مثلاً استاد ابو اسحق اور زبیدی (۲۱) اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہر زمانہ میں مجتہد مطلق منتسب کا وجود ضروری ہے۔

شاہ صاحب اس مسئلہ میں ان شوافع کے ساتھ ہیں جو ہر زمانہ میں مجتہد مطلق منتسب کا وجود ضروری مانتے ہیں۔

شاہ صاحب نے علامہ سیوطی کے حوالہ سے ابن صلاح ، نووی اور رافعی کے جو خیالات نقل کیے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے :—

۱۔ چونکہ اجتہاد فرض کفایہ ہے اس لئے ہر زمانہ میں مجتہد کا ہونا ضروری ہے۔

۲۔ مجتہد مستقل کا وجود ہر زمانہ میں ضروری نہیں بلکہ تیسری صدی ہجری کے بعد سے کوئی مجتہد مستقل پیدا نہیں ہوا۔

۳۔ البتہ ہر زمانہ میں مجتہد مطلق منتسب کا وجود ضروری ہے ، کیونکہ یہ فرض کفایہ مجتہد مقید سے پورا نہیں ہوتا۔

۴۔ اگر کسی زمانہ کے تمام لوگ اجتہاد کو ترک کر دیں تو سب گناہ گار ہوں گے(۲۲) اور بعینہ یہی خیالات شاہ صاحب کے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ''اجتہاد درہر عصر فرض بالکفایہ است ، ومراد از اجتہاد اینجا نہ اجتہاد مستقل است مثل اجتہاد شافعی کہ در معرفت تعدیل و جرح رجال و معرفت لغت ، ومثل آن محتاج بشخصے دیگر نبود ، و ھمچنیں در روایت مجتہدانہ مسبوق باجتہاد کسے نہ ، بل معرفت احکام شرعیہ از ادلہ تفصیلیہ و تفریع و ترتیب مجتہدانہ ، اگرچہ بارشاد صاحب مذہبے بودہ باشد'' ۔(۲۳)

واضح رہے کہ '' معرفت احکام شرعیہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بودہ باشد '' یہ کام نہ مجتہد مستقل کا ہے اور نہ مجتہد منتسب مقید کا۔ بلکہ یہ مجتہد مطلق منتسب کا کام ہے ، جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے۔

دوسرے صحابی کی رائے سے استدلال کرتے ھیں۔ سب سے آخر میں وہ قیاس سے کام لیتے ھیں، جس کی اصل کو وہ قرآن و سنت میں موجود ھونا ضروری سمجھتے ھیں اس کے بغیر ان کے نزدیک قیاس درست نہیں ھو سکتا۔ (۲۲) امام شافعی احکام شریعت معلوم کرنے کے لئے قرآن و سنت کو اصلی ماٰخذ سمجھتے ھیں، اور ان کو دو اساسی ماٰخذ (اصلان اور عینان) کہتے ھیں۔ قیاس و اجتہاد ان کے نزدیک اساسی ماٰخذ (اصل اور عین) نہیں ھیں۔ بلکہ یہ انسانی ذھن سے متاثر ھیں اور ان کے ذریعہ معلوم کئے ھوئے احکام ذھنی کاوش کا نتیجہ ھوتے ھیں۔ (۲۳) ان کے خیال میں قرآن و سنت میں دینی امور سے متعلق تمام ضروری احکام موجود ھیں۔ (۲۴) اس لئے وہ اپنی تصانیف میں قیاس و اجماع کے مقابلہ میں فقہ اسلامی کے ماٰخذ کی حیثیت سے کتاب و سنت پر بہت زور دیتے ھیں۔ ان کے اس اصول نے متاخرین علماء اصول کو بہت متاثر کیا ۔

حواشی

(۱) قرآن مجید ۳۳:۲۱ - ۶۸:۴

(۲) قرآن مجید ۵:۳۸ - ۳۹

(۳) قرآن مجید ۱۶:۴۴

(۴) قرآن مجید ۳:۱۶۴

(۵) قرآن مجید ۴:۶۵

(۶) امام شافعی ۔ کتاب الام - ج ۷ - ص ۱۷۷ - ۱۷۹ - ۱۸۳

(۷) رسالہ شافعی - ص ۱۳

(۸) ایضاً - ص ۷

(۹) امام شافعی ۔ کتاب الام - ج ۷، ص ۲۷۱

(۱۰) Joseph Schacht, *The Origions of Muhammadan* Jurisprudence, Oxford, 1959, p. 14.

(۱۱) کتاب الام - ج ۷ - ص ۱۹۹

(۱۲) اس مسئلہ پر تحقیق کے سلسلہ میں ملاحظہ ھو محمد یوسف گورایہ صاحب کا غیر مطبوعہ مقالہ "مؤطا مالک میں تصور سنت"

The concept of Sunnah in the Muwatta of Malik b. Anas.

(۱۳) کتاب الام - ج ۷ - ص ۲۳۶ - رسالہ شافعی - ص ۸۲

(۱۴) امام محمد بن الحسن - السیر الکبیر (مع شرح السرخسی) حیدر آباد دکن - ۱۳۳۵ھ ج ۲ ص ۲۶۰

(۱۵) ابو یوسف کتاب الخراج - قاہرہ ۱۳۰۲ھ ص ۹۰

(۱۶) کتاب الام ج ۷ - ص ۲۲۱ - ۲۳۶

(۱۷) ایضا ص ۳۱

(۱۸) المبرد - الکامل - قاہرہ ۱۹۳۶ء، ج ۱، ص ۱۳ - اس پر مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شبلی نعمانی، الفاروق ج ۲ - ص ۱۱۵ (حضرت عمر کا اجتہاد) -

(۱۹) رسالہ شافعی - ص ۸۳

(۲۰) رسالہ شافعی ص ۶۶ - کتاب الام ج ۷ ص ۲۷۲

(۲۱) رسالہ شافعی ص ۶۶

(۲۲) کتاب الام ج ۷ ص ۲۳۶

(۲۳) ایضا ج ۶ ص ۲۰۳

(۲۴) ایضا ص ۲۷۱ - رسالہ شافعی- ص ۹

بقیہ نظرات

کی بدولت نہ صرف اپنے پاؤں پر کھڑی ہوگئی بلکہ آج اقوام عالم کی صف میں اس کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔

اس کے بعد ہمارے سامنے ایک مثال چین کی ہے جس نے فطرت کے چند سادہ اصولوں کو اپنا کر قومی تعمیر کا کام شروع کیا۔ اور نہایت تھوڑی مدت میں وسائل حیات سے فائدہ اٹھا کر ایک توانا ملک بن گیا۔ چینیوں کی خودی بیدار ہے اس لئے خدا بھی ان کا ساتھ دیتا ہے افسوس کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی اللہ کی تائید و نصرت سے محروم ہوتے جارہے ہیں۔ اس محرومی کی وجہ ہمارا نفاق ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے اطوار کو نہیں بدلتی) یہ اللہ کی سنت ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ (اور اللہ کی سنت میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی)